www.emarsiya.com

پھونکی ہے کس نے رُوحِ وفا کائنات میں
کس کا ہے صبر جانِ رضا کائنات میں
نازاں ہے کس پہ عشقِ خدا کائنات میں
کس کی فنا ہے عین بقا کائنات میں
اک آئینہ ہے وہ ابدیت کی ذات کا
مرمر کے جس نے درس دیا ہے حیات کا

کس کے لئے سجائی گئی بزم کائنات
نقطہ وہ کون سا ہے جو ہے مرکزِ حیات
آئی سمجھ میں دیکھ کے کس کو خدا کی ذات
کس ممکن الوجود میں واجب کے ہیں صفات
مشغولِ حمد و نازشِ محمود کون ہے
معراج بخشِ سجدۂ معبود کون ہے

پرتو یہ کس کے حسن کا ہے مہر و ماہ میں
کس کی ہے ضو نجوم فلک کی نگاہ میں
پھرتا ہے چرخ کس مہ کنعاں کی چاہ میں
کس کی تجلیاں ہیں ہر اک جلوہ گاہ میں
یہ کون عکس ریز گلوں کے ورق میں ہے
سرخی یہ کس کے رخ کی نمایاں شفق میں ہے

کس نور کی کشش نے زمیں کو دیا ثبات
کس مہر کی تلاش میں لپٹی ہے دن سے رات
ملتی ہے کس کے نقشِ قدم سے رہِ نجات
کس کی زباں ہے وحی کا لہجہ خدا کی بات
تقریر میں مزہ ہے خدا کے کلام کا
لب چومتا ہے نطق رسولِ انام کا

www.emarsiya.com

قدموں پہ سجدے کرتا ہے جھک جھک کے آسماں تکتے ہیں رُخ کو دیدۂ حیرت سے دوجہاں
لوحِ جبیں جو ہے صفتِ عرش ضوفشاں ابرو کی دو کمانوں پہ قوسین کا گماں
مژگاں ہر ایک جلوہ گہ کوہِ طور ہے
آنکھوں سے عین نورِ خدا کا ظہور ہے

یہ بندۂ خدا بھی مشیت نشاں بھی ہے تفسیرِ کُن بھی ہے فیکُون کا بیاں بھی ہے
جو چھا گیا زمین پہ وہ آسماں بھی ہے انسانیت کا دل بھی ہے گویا زباں بھی ہے
پابندیوں کے دَور میں منہ کھولتا ہوا
قرآنِ انقلاب ہے یہ بولتا ہوا

اس کو زباں چُساتے تھے پیمبرِ انام بوسے اسی کے حلق کے لیتے تھے صبح و شام
یہ مردِ حق نما ہے وہ مولائے خاص و عام تھا گود میں نبی کی جو کونین کا امام
مرضی کو جس کی ناز تھا حُسنِ قبول پر
سجدے میں جو سوار تھا پشتِ رسول پر

یہ وہ ہے پنج تن میں جو تھا شامل کسا جسکی عطا تتمۂ تنزیلِ ہل اتیٰ
ناقہ اسی کے واسطے بنتے تھے مصطفیٰ پوشاک بھیجتا تھا اُسے خُلد سے خدا
بہرِ سلام جن و ملک در پہ آتے تھے
روح الامین فخر سے جھولا جھولاتے تھے

نانا ہیں اس کے شاہِ رُسل فخرِ انبیا ماں فاطمہ ہیں باپ علی بھائی مجتبیٰ
ہر پھر کے اس کا گھر ہے امامت کا مدعا بابا سے ابتدا ہوئی پوتے پہ انتہا
سرسبز اس کے خوں سے ہے کھیتی رسول کی
قُرآن فَرعَ ہے اسی اصلِ اصول کی

www.emarsiya.com

یہ نورِ کبریا ہے محمدؐ کا نورِ عین　　قلب و ضمیر و جان و دلِ فاتحِ حُنین
یہ بضعۃ الرسول کے قلبِ حزیں کا چین　　حسن ازل۔ جمال ابد۔ مہرِ مشرقین
حیراں ہے عرش اسکی جلالت کو دیکھ کر
قرآں درود پڑھتا ہے صورت کو دیکھ کر

صلِ علیٰ رسول کی امید ہے یہ لال　　حیدرؑ کا ہے جلال تو احمدؐ کا ہے جمال
ورثہ میں انبیائے سلف کے ملے کمال　　ایسے کمال جن کو نہیں حشر تک زوال
رفعت کسی نبی کو کہاں اس قدر ملی
معراج دوشِ صاحبِ معراج پر ملی

یہ کون ہے؟ وہی ہیں جو ہیں صابر و صبور　　یہ کون ہے؟ وہی ہیں جو ہیں شاکر و شکور
یہ کون ہے؟ وہی جو ہیں چشم و چراغِ طور　　یہ کون ہے؟ وہی جو چراغِ حرم کا نور
ہر وصف میں بقیہ خیر الانام ہیں
یعنی یہی حسین علیہ السلام ہیں

جو سید عرب کا خوزادہ ہے وہ حسینؑ　　یحییٰ سے جو شرف میں زیادہ ہے وہ حسینؑ
جس کا قدم حیات کا جادہ ہے وہ حسینؑ　　ہستی میں جو نبی کا ارادہ ہے وہ حسینؑ
مالک ہے عزم حیدرِ عالی مقام کا
وارث ہے استقامتِ خیر الانام کا

جس سے نماز دہر میں قائم ہے وہ حسینؑ　　ختم الرسل کے دین کا مُتمّم ہے وہ حسینؑ
عالم میں کل علوم کا عالم ہے وہ حسینؑ　　جو پنجتن کے دور کا خاتم ہے وہ حسینؑ
جو اصل بھی ہے فرعؑ بھی گل بھی کلی بھی ہے
زہرا بھی ہے حسن بھی نبی بھی علی بھی ہے

www.emarsiya.com

جو دخترِ رسول کا دلبر ہے وہ حسینؑ — آئینۂ مکارمِ حیدر ہے وہ حسینؑ
آئینِ حق کا مصحفِ اکبر ہے وہ حسینؑ — قرآنِ رحلِ دوشِ پیمبر ہے وہ حسینؑ

جس میں ہے روح جانِ رسالتمآب کی
تفسیر ہے مطالب ام الکتاب کی

جو خُلق میں نمونۂ شہپر ہے وہ حسینؑ — جو معرکے میں حیدرِ صفدر ہے وہ حسینؑ
جو رہبری میں مثلِ پیمبر ہے وہ حسینؑ — جو کربلا کے حشر کا داور ہے وہ حسینؑ

شکلِ بشر میں حاصلِ خیر و ثواب ہے
تاثیرِ شیرِ بنتِ رسالتمآب ہے

ذوقِ نگاہِ احمدِ ذیشاں ہے وہ حسینؑ — ظرفِ متانتِ شہِ مرداں ہے وہ حسینؑ
رنگینیٔ حدیقۂ عرفاں ہے وہ حسینؑ — عطرِ بہارِ گلشنِ ایماں ہے وہ حسینؑ

گلدستۂ جمیلِ حیاتِ رسول ہے
دراصل نخلبندِ فُرُوع و اصول ہے

جس کی نظر چراغِ ہدایت ہے وہ حسینؑ — جس کا وقار دین کی عظمت ہے وہ حسینؑ
جس کا عمل حدیثِ رسالت ہے وہ حسینؑ — جس کا کلام وحیِ مشیعت ہے وہ حسینؑ

جو شوکتِ رسول ہے خالق کی شان ہے
جو مصطفےٰ کا دل ہے خدا کی زبان ہے

جو سرفروشیوں میں سرامد ہے وہ حسینؑ — ہر رُخ سے کفر و شرک کی جو رَد ہے وہ حسینؑ
منبر پہ بیٹھ کر جو محمدؐ ہے وہ حسینؑ — دینِ احد کے نظم کی جو حد ہے وہ حسینؑ

آثار ہیں فضاؤں میں چھائے حسینؑ کے
تا حشر نو امام ہیں سائے حسینؑ کے

www.emarsiya.com

جو اسوۂ رسول پہ عامل ہے وہ حسینؑ — اسرارِ کبریا کا جو حامل ہے وہ حسینؑ
رمزِ حدیثِ نور میں شامل ہے وہ حسینؑ — دینِ مبیں کا جو مہِ کامل ہے وہ حسینؑ
جس کا سجود بزمِ شہادت کا صدر ہے
ماتھے کے داغ سے ہے یہ روشن کہ بدر ہے

جو قدرتِ خدائے تعالیٰ ہے وہ حسینؑ — جو اختیارِ خالقِ یکتا ہے وہ حسینؑ
جو دین کے مرض کا مسیحا ہے وہ حسینؑ — انسانیت کے غم کا مداوا ہے وہ حسینؑ
جس نے اجل کو زیست کا زینا بنا دیا
مرنے کو روحِ عزم سے جینا بنا دیا

امت کی مغفرت کا جو محضر ہے وہ حسینؑ — نانا کے ساتھ شافعِ محشر ہے وہ حسینؑ
جو عترتِ جنابِ پیمبر ہے وہ حسینؑ — قرآں کے ساتھ جو لبِ کوثر ہے وہ حسینؑ
ورثہ ملا ہے جس کو علی و بتول کا
کاندھوں پہ بار ہے ثقلینِ رسول کا

انصاف کا جو چشمۂ جاری ہے وہ حسینؑ — ہر سانس جس کی بادِ بہاری ہے وہ حسینؑ
جو زندگی میں فدیۂ باری ہے وہ حسینؑ — تنہا جو ساری فوج پہ بھاری ہے وہ حسینؑ
حقدار ہے شکوہِ رسولِ قدیر کا
مالک ہے ذوالفقارِ جنابِ امیر کا

جس کی جبیں میں نورِ رسولِ فلک جناب — جس کی رگوں میں خونِ جنابِ ابوتراب
ہستی کا جس کی صفحۂ رنگین و لاجواب — تاریخِ ارتقائے بشر کی ہے اک کتاب
ایسی کتاب جس کی ہے ممنون زندگی
عنوان جس کا خوں ہے مضمون زندگی

www.emarsiya.com

چھاتی پہ ان کو بنت نبی نے سُلایا ہے — دستِ خدا نے گود میں اپنی کھلایا ہے
نازاں کا خود رسولِ خدا نے اٹھایا ہے — مچلے ہیں جب تو بچہ آہو منگایا ہے
باتیں بھی بھولی ناز و نعم بھی انیلے ہیں
کاندھے پہ چڑھ کے زلفِ محمدؐ سے کھیلے ہیں

ان کی نماز عصر کا ہے یہ اثر عیاں — تسبیح خواں ہے آج ہر اک دل ہر اک زباں
باقی ہے ان کے نام سے نامِ خدا اذاں — ان کے سجود سے ہے عبادت کی عزّ و شاں
گردوں نشیں ہے یا وہ کوئی اہلِ ارض ہے
ان پر پڑھے درود نمازی پہ فرض ہے

پائی خدا کے فضل و کرم سے یہ عزّ و جاہ — دامن میں ان کے دین نبی کو ملی پناہ
شرعِ رسول بن گئی ان کی ہر ایک راہ — توحید کی اساس ہیں بنیادِ لا الٰہ
کوفہ رہا نہ دبدبۂ شام رہ گیا
سینہ سپر یہ ہو گئے اسلام رہ گیا

تاریخ بھول سکتی ہے یہ حادثات کیا — بعد از رسولِ پاک کچھ ایسی چلی ہوا
جو حق میں دین کے سمِ قاتل تھی برملا — ماں باپ پر حسین کے ہونے لگی جفا
محشر تھا گھر میں بنتِ رسولِ قدیر کے
رسی بندھی گلے میں جنابِ امیر کے

منشہ تھا یہ کہ اب نہ مسلماں رہے کوئی — اسلام ہو نہ پیرو ایماں رہے کوئی
قرآں ہو نہ حافظِ قرآں رہے کوئی — المختصر نہ قائل یزداں رہے کوئی
ایوانِ ناامدانِ پیمبر کو پھونک دو
جس میں حسینؑ رہتے ہیں اس گھر کو پھونک دو

www.emarsiya.com

لائے تھے حرص زر میں جو اسلام بے وفا　　خواہاں تھے دل سے وہ کہ مٹے دینِ کبریا
دنیا پھر ایک بار ہُبل کو کہے خدا　　جو حال ابتدا میں تھا اس پر ہو انتہا
ان سازشوں نے کی تھی یہ حالت بتول کی
رو بھی سکی نہ باپ کو بیٹی رسول کی

زہرا کے بعد ظلم ہوئے اور بھی شدید　　شیرِ خدا کو گھر میں خدا کے کیا شہید
شبر کو زہر دیکے جہاں نے منائی عید　　بیعت طلب حسینؑ سے بڑھکر ہوا یزید
دنیا خدا کے ماننے والوں پہ تنگ تھی
پھر تو علانیہ حق و باطل کی جنگ تھی

اُمڈی چہار سمت سے جب کفر کی گھٹا　　تاریکیوں میں چھپنے لگا نورِ کبریا
پنجے سے شر کے گھٹنے لگا خیر کا گلا　　اسلام نے حسینؑ کو چلّا کے دی صدا
ڈر ہے کہ مٹ نہ جائے مرا نام المدد
اے جانشین بانیِ اسلام المدد

سنتے ہی دردناک یہ اسلام کی صدا　　تھرّا کے اٹھ کھڑے ہوئے سلطانِ کربلا
مشکل کُشا کے لال نے عباس سے کہا　　بھیا اٹھو پکارتا ہے دینِ مصطفےٰ
جرأت دکھاؤ ہمتِ باطل کو توڑ دو
ظالم کی سمت ظلم کے دھارے کو موڑ دو

جلدی چلو ہر اک مہِ انور کو ساتھ لو　　بنتِ علی کو قاسم و اکبر کو ساتھ لو
بانو کو اور سکینہ و اصغر کو ساتھ لو　　کُل عترتِ جنابِ پیمبر کو ساتھ لو
پہلے مباہلے میں ظفر ہم نے پائی ہے
اب کربلا میں کفر سے زور آزمائی ہے

www.emarsiya.com

کس کا یہ حکم تھا شہِ عالی مقام کا　　سبطِ نبی کا دینِ خدا کے امام کا
حیدر کے لال فاطمہ کے لالہ فام کا　　مسند نشین حضرت خیر الانام کا

سنتے ہی سب جو رختِ سفر باندھنے لگے
عباس نامدار کمر باندھنے لگے

زینب پکاریں چلنے کو تیار ہے بہن　　بھائی جہاں رہینگے وہی اب تو ہے وطن
یثرب کے چھوٹنے کا نہ صدمہ نہ کچھ محن　　زہرا کا پھول ہو تو بیاباں بھی ہے چمن

نکلو جو گھر سے حق کی حمایت کے واسطے
میرے پسر بھی ساتھ ہوں نصرت کے واسطے

قاسم کی ماں پکاریں کہ حق کا یہ کام ہے　　میرا بھی لال باپ کا قائمقام ہے
بابا امام اس کا چچا بھی امام ہے　　اس کے بھی دل میں جذبۂ خیر الانام ہے

منہ حشر میں مجھے ہے دکھانا بتول کو
جائے گا یہ بھی نصرتِ سبطِ رسول کو

بانو نے شاہدیں نے یہ جسدم سنی خبر　　اکبر سے بولیں تم بھی مری جاں کمر کو کر
ماں کا اشارہ پا کے جو اٹھا وہ سیمبر　　رخسار گل کے ہو گئے گل سے شگفتہ تر

لہرا کے زلف دوشِ حسین پر بکھر گئی
محبوبِ کبریا کی جوانی نکھر گئی

بیٹوں کی سمت زوجۂ مسلم نے کی نظر　　اٹھے وہ نونہال حسین بگرام بگرام کر
سامان باندھ کر جو ہوئے عازمِ سفر　　زینب پکاریں دیکھو رقیہ ذرا ادھر

کس ولولے سے موت پہ تیار ہوتے ہیں
ذی فہم کیا عقیل بچا کے یہ پوتے ہیں

www.emarsiya.com

دیکھے جو بیکساہ نے یہ دلبروں کے ولولے خوش ہو کے بس لگا لیا ایک ایک کو گلے
فرمایا کیوں کہ ہوں مرے سب شیر منچلے ضیغم ہیں بیشہ اسد اللہ کے پلے

ذکر وغا پہ جنبش ہے یہ عالم امنگ کا
اُلٹیں لگے دو جہان کو جو وقت آیا جنگ کا

جسکے رفیق ایسے ہوں کیا اس کو فکر ہو عباس بھائی دیر ہے اب کس لئے چلو
ناقے منگاؤ راہ کا ساماں بہم کرو بچوں کو بی بیوں کو عزیزوں کو ساتھ لو

باطل فنا ہو جلد وہ تدبیر چاہیئے
ہے کار خیر اس میں نہ تاخیر چاہیئے

صغرا کو بھی یہ بالی سکینہ نے دی خبر بابا کو اب مدینہ سے درپیش ہے سفر
ناقے ہیں دیر سے در دولت پہ جلوہ گر سامان بار کرتے ہیں عباس نامور

روتے ہیں سب وداع شہ مشرقین سے
ملنے کو لوگ آئے ہیں بابا حسینؑ سے

صدمونپہ صدمے سب کے دلوں پر گذرتے ہیں پھر پھر کے گرد شاہ کے صدقے اُترتے ہیں
نقش قدم کو چومتے ہیں آہیں بھرتے ہیں رو رو کے شیر خوار کو بھی پیار کرتے ہیں

اب جھیلنا ہے قلب پہ داغ جدائی کو
جی بھر کے پیار کر لو بہن ننھے بھائی کو

صغرا نے جب یہ چھوٹی بہن سے سنی خبر تکیے سے سر اُٹھا کے نظر کی اِدھر اُدھر
دیکھا کہ گھر کے لوگ ہیں سب عازم سفر مادر کی گود میں علی اصغرا ہیں جلوہ گر

تنہائی کے خیال سے دل تھرتھرا گیا
جھولے کو دیکھا آہ بھری اور غش آ گیا

www.emarsiya.com

جیار گو بیماں کو سر ہی سر و پا کی نہ جب خبر موقع ملا سوار ہوئے سب بہ چشم تر
ام ام اکنیتن کو شہ دیں گھر کو سونپ کر تسلیم کر کے آئے بصد شوق سوئے د
گھوڑے پہ بیٹھے پرچم عظمت نشاں کھلا
اسلام کا جہاز چلا بادباں کھلا

کوفی بلاتے تھے جو بیعت کیواسطے نکلے خدا کے دین کی نصرت کے واسطے
کعبہ میں آئے حج و زیارت کیواسطے عمرے عمرے کے حج کو بدلا شیوے کیواسطے
مقتل کے سمت سرور ارض و سما چلے
قربانیوں کو ساتھ لیا لا کر بلا چلے

مسلم کو پہلے بھیجا ہدایت کے واسطے تبلیغ دین و حفظ شریعت کے واسطے
اپنی اور اپنے جد کی نیابت کے واسطے عنوان داستان شہادت کے واسطے
ان کے لہو سے دین کی قدریں نکھر گئیں
اسلام کی دبی ہوئی نبضیں ابھر گئیں

مد نظر تھا شہ کے جو اسلام کا سوال کہتا تھا اپنے دل سے یہ بنت نبی کا لال
ہے لطف کفر پر جو چلے خود اسی کی چال ہو اس یزیدیت سے یزید آپ پائمال
رسوا خود اپنے فعل سے وہ خود پسند ہو
اسلام حشر تک کے لئے سربلند ہو

گوہر قدم تھا شاہ کا اک جائے امتحاں لیکن رواں تھا راہ خدا میں یہ کارواں
پہنچا جو کربلا میں سلیمان دو جہاں دریا جہاں پہ بہتا تھا منزل ہوئی وہاں
دستے مزاحمت کو بڑھے فوج شام کے
خیمے ہٹا دیئے شہ عالی مقام کے

www.emarsiya.com

تھرّائے گو کہ غیض سے عباس نامور — لیکن امام بولے کہ اے میرے پُر جگر
اپنی طرف سے ہم کبھی اٹھنے نہ دینگے شر — ریتی پہ بھی غریبوں کی ہو جائے گی گذر
سن کر یہ حال بنتِ علی جان کھوتی تھی
بھائی کا صبر دیکھ کے ہمشیر روتی تھی

بدلا تھا رنگ گنبد نیلی رواق کا — سکہ رواں تھا دہر میں کفر و نفاق کا
گم تھا نشان حق کے سیاق و سباق کا — کعبہ میں رنگ ڈھنگ تھا کسریٰ کے طاق کا
باطل کمال پر تھا حقیقت زوال پر
اسلام رو رہا تھا زمانے کے حال پر

فوجوں پہ فوجیں آنے لگیں پھر تو بے حساب — نرغے میں ہر طرف سے گھرے شاہِ حق جناب
تڑپا کئے صغیر جو دو دن بغیر آپ — آمادۂ جہاد ہوئے پھر تو شیخ و شاب
مشکل سے اُن دلیروں کو اذنِ وغا ملا
حضرت گلے ملے تو یہ سمجھے خدا ملا

اُن میں ہر اک جری تھا ہزاروں میں انتخاب — حُر کا کوئی نظیر نہ مسلم کا تھا جواب
ہر ایک آفتاب تھا ہر ایک ماہتاب — پیری حبیب شاہ کی اسلام کا شباب
بیچین تھے بہت جو یہ دنیائے زشت میں
خود انکی منتظر تھی جوانی بہشت میں

بھائی ہر اک جری کو ہوا قتل گاہ کی — دی جان ذوق و شوق سے نصرت میں شاہ کی
تائید کر کے مر گئے زہرا کے ماہ کی — لاشوں پہ اہلِ بیت نے حالت تباہ کی
سب دوستوں عزیزوں کا خوں رنمیں بہہ گیا
اک شیر خوار خیمۂ اقدس میں رہ گیا

www.emarsiya.com

آئے حرم سرا میں شہنشاہِ دوجہاں — پوچھا رباب سے کہ بے شیر ہے کہاں
ماں نے یہ سن کے رو کے کیا بیاں — فرطِ عطش سے جھولے میں لیتا ہے ہچکیاں
مل جائے ایک بوند جو اس خستہ حال کو
آ جائے نیند پھر مرے یوسف جمال کو

شہ نے کہا کہ لاؤ مرے لال کو شتاب — حالت دکھا کے ان کی کریں ہم سوالِ آب
کچھ کم نہیں ہے ناقۂ صالح سے یہ رباب — شاید کہ رحم کھائیں یہ افواجِ ناصواب
بالغرض ان کا خون جو کوئی بہائے گا
اسلام سرخروئی جاوید پائے گا

گودی میں اپنی باندھ کا ارمان لے چلے — نذر خدا کو ننھی سی اک جان لے چلے
حجت تمام کرنے کو قرآن لے چلے — میداں میں حق کی فتح کا ساماں لے چلے
دامن ہٹا جو رخ سے تو دنیا الٹ گئی
گردن چھدی تو شہ رگِ انصاف کٹ گئی

چہرہ پہ خون اصغرِ بے شیر مل کے شاہ — میت پسر کی لیکے چلے سوئے خیمہ گاہ،
بچے کی ماں جو دیر سے تکتی تھی درپہ راہ — دو چار گام بڑھ کے پلٹ آئے بھر کے آہ
دل نے کہا کہ لاش جو یہ لیکے جائیں گے
خیمے میں اب رباب کو کیا منہ دکھائیں گے

پیچھے ابھی ہٹے تھے کہ پھر آیا یہ خیال — جائیں نہ اب خیام میں ہم یہ بھی ہے محال
اس کشمکش میں جانِ پیمبر کا تھا یہ حال — آگے بڑھے کبھی کبھی پلٹے بصد ملال
آخر اٹھا کے دل پہ کڑی حق کی راہ میں
بچے کو شہ نے دفن کیا قتل گاہ میں

www.emarsiya.com

تربت تربت بنا کے خیمے میں آئے شہِ زمن در پر کھڑی ہوئی تھیں یہاں ماں پھوپھی بہن
رو کر کیا یہ مادرِ بے شیر نے سخن اصغر کو چھوڑ آئے کہاں شاہِ ذوالمنن

فرمایا سر جھکا کے وہ دادی کے گھر گئے
گردن پہ اُن کی تیر لگا اور مر گئے

صاحب اب ان کو صبر کرو صبر کی ہے جا رونے سے جی اٹھے گا نہ فرزند نہ لقا
دفنائے باپ انکو یہ قسمت میں تھا لکھا باقی ہے اب ہماری شہادت کا مرحلہ

ہوتا ہے امتحان اُسی کا جو اہل ہو
مل کر دعا کرو کہ یہ مشکل بھی سہل ہو

عباس اس کی راہ میں شانے کٹا چکے پامال ہو کے ابنِ حسن بھی پلا چکے
اکبر شہید ہو کے جوانی لٹا چکے اصغر بھی تیر کھا کے زمانے سے جا چکے

اب ہم بھی ہوں شہید تو خوش بے نیاز ہو
سجدے میں سر کٹائیں تو قائم نماز ہو

پہنا جو شاہدیں نے یہ کہکر پھٹا لباس عترت تمام جمع ہوئی شہ کے آس پاس
بانو جھکائے سر کو کھڑی تھیں بفرطِ یاس کلثوم بھی اداس تھیں زینب بھی بے حواس

آنسو رواں تھے بھائی کے چہرے کو تکتی تھیں
باقر تڑپ رہے تھے سکینہ بلکتی تھیں

اُمڈا جو دل تو بولیں یہ زینب بصد بکا بھیا بہن کو چھوڑ کے جاتے ہو میں فدا
کس طرح تم کو مرنے کی دے بے وطن رضا وارث ہے سر پہ کون بس اب آپ کے سوا

کیونکر کروں میں صبر دوہائی رسول کی
ہاتھوں سے خود لٹاؤں کمائی بتول کی

www.emarsiya.com

شہ نے کہا معین ہے خداوند ذوالکرم دیتا ہے سب کو طاقتِ ضبطِ غم و الم
جھیلے کرم سے اس کے جو اب تک ہوئے ستم لو الوداع جاتے ہیں اب جان دینے ہم
اس وقت جو بھی گھر میں ہے وہ تم سے خورد ہے
بھائی کے بعد آل تمہارے سپرد ہے

لو دیکھ لو اب آخری دیدار الفراق میرے حرم کی قافلہ سالار الفراق
مرنے پہ اب حسینؑ ہے تیار الفراق گبرا سکینہ بانوئے غمخوار الفراق
ہم جا کے قتل گاہ سے واپس نہ آئیں گے
نانا کو سارا حال تمہارا سنائیں گے

یہ سن کے خیمہ گاہ میں محشر ہوا بپا زینب نے بڑھ کے چوم لیا شاہ کا گلا
دامن کشاں تھی دخترِ سلطانِ کربلا غم سے عجیب بانوئے بیکس کا حال تھا
اہلِ حرم جو شاہ پہ قربان ہوتے تھے
گردن جھکائے حضرتِ شبیر روتے تھے

نکلے جو خیمہ گاہ سے وہ آسماں جناب فرطِ الم سے ہو گئیں غش خاک پر رباب
باقی تھا کون تھامتا جو شاہ کی رکاب زینب کو پھر تو ضبط کی بالکل رہی نہ تاب
دیکھا بہن کو یاس سے حق کے فدائی نے
بڑھ کر رکاب تھام لی زہرا کی جائی نے

سبطِ رسول جانبِ مقتل ہوئے رواں لاشے پڑے تھے اکبر و عباس کے جہاں
کشتوں کو اپنے دیکھ کے تڑپے شہِ زماں اک آہ کی جگر سے کہ تھرایا آسماں
دیکھا کبھی ادھر کبھی اس سمت پھر بڑھے
زخمی ہوئے تو خاک پہ شبیرؑ گر پڑے